اصلاحی تقریریں (۳۱)

اسلام میں غلامی کا تصوّر

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم

موضوع	اسلام میں غلامی کا تصور
مقرر کا نام	حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
مقام	مدرسۃ البنات جامعہ دارالعلوم کراچی
ترتیب وعنوانات	مولانا اعجاز احمد صمدانی
باہتمام	محمد ناظم اشرف
ناشر	بیت العلوم۔۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور فون:۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی

دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ا

بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ا

ادارۃ القرآن = چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی

ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

مکتبہ رحمانیہ = غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ مسنونہ

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہٖ الکریم امابعد:

”عن أبی ذر جندب بن جنادہ رضی اللّٰہ عنہ قال: قلت یارسول اللّٰہ، أی الاعمال أفضل؟ قال: الایمان باللّٰہ و الجہاد فی سبیلہٖ“ قلت: أیّ الرقاب أفضل؟ قال: أنفسہا عند أھلہا و أکثرھاثمناً۔ قلت: فان لم أفعل؟ قال: تعین صانعاً أو تصنع لأخرق“۔ قلت یارسول اللہ ان ضعفت عن بعض العمل۔ قال: تکف شرک عن الناس فانّہا صدقۃ منک علی نفسک“۔

(متفق علیہ)

بزرگان محترم اور برادران عزیز! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں مذکورہ افضل اعمال میں سے تیسرے افضل عمل کے متعلق بیان کرنا مقصود ہے۔

تیسرا افضل عمل: عمدہ غلام آزاد کرنا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے تیسرا سوال یہ کیا کہ یارسول اللہ! کون سا غلام آزاد کرنا سب سے افضل عمل ہے، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کسی غلام کو آزاد کروں تو کون سا غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: أنفسها عند أهلها واكثرها ثمناً (وہ غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے جو مالک کے نزدیک سب سے اعلیٰ درجے کا اور سب سے زیادہ قیمتی غلام ہو)

غلامی کے متعلق بحث

چونکہ اس زمانہ میں غلام نہیں پائے جاتے، اس لئے ہوسکتا ہے کہ یہاں پر موجود بہت سے حضرات یہ بات نہ سمجھ رہے ہوں کہ غلام سے کیا مراد ہے اور اس کو آزاد کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آج کی مجلس میں اس کے متعلق قدرے وضاحت سے عرض کردیتے ہیں۔

غلامی کے متعلق اسلام پر اعتراض

آج کل انسانی حقوق (Human Rights) کا بہت چرچا ہے۔ امریکہ اور یورپ کے لوگ اس کے بہت دعویدار ہے۔ مغربی میڈیا صبح سے لیکر شام تک انسانی حقوق کے راگ الاپتا ہے اور امریکہ بہادر اس کی قیادت کررہا ہے اور جن لوگوں نے امریکہ ہی کو دیکھا، اس کی کتابیں اور لٹریچر پڑھا، اس کی تعلیمات حاصل کیں، اسی کے میڈیا کو دیکھا اور سنا، جب وہ قرآن، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں غلامی، غلاموں اور ان کی خرید وفروخت کا ذکر دیکھتے ہیں تو انہیں حیرت ہوتی ہے کہ اسلام میں تو انسانوں کو غلام بنانا بھی جائز ہے اور اسلام نے انسانوں کی خرید وفروخت کی اجازت بھی دے رکھی ہے۔

اسلام سے پہلے غلام بنانے کا طریقہ

اس کا جواب دینے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اسلام سے پہلے غلامی کی حقیقت کیا تھی؟ اسلام سے پہلے غلام بنانے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی بھی طاقتور کسی بھی کمزور کو پکڑ کر لاتا اور اُسے اپنا غلام بنالیتا، اب یہ شخص جو چاہے اس سے مشقت اور خدمت لے، اسے کھانے پینے کیلئے کچھ دے یا نہ دے، یہ اس کی مرضی پر موقوف

ہے، بس پکڑا ہوا شخص ایک بے دام غلام ہے جو ہرا عتبار سے اپنے مالک کے حکم کا پابند ہے، اور اگر کسی کے پاس آٹھ دس غلام ہو گئے جبکہ اُسے صرف ایک یا دو غلاموں کی ضرورت ہوتی تو بقیہ غلاموں کو پیسے لے کر فروخت کر دیتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے غلام بننے کا واقعہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی اسی طریقے سے غلام بنایا گیا تھا حالانکہ وہ خود آزاد تھے اور آزاد باپ کے بیٹے تھے۔ ان کے غلام بننے کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ ان کے بھائیوں نے اپنے باپ کو دھوکہ دے کر ایک کنویں میں جا کر ڈال دیا۔ وہاں سے ایک قافلے والے کا گذر ہوا انہوں نے ایک آدمی کو اس کنویں سے پانی لینے کیلئے بھیجا۔ جب اس نے ڈول اندر ڈالا تو یوسف علیہ السلام نے اس ڈول کر پکڑ لیا اور اس کے ساتھ باہر آ گئے۔ بھائیوں کو پتہ چلا تو قافلہ والوں کے پاس آئے اور کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے اور معمولی قیمت کے عوض حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا، اور اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام ان کے غلام بن گئے۔ انہوں نے مصر میں جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچ دیا۔

اسلام سے پہلے غلاموں کے کوئی حقوق نہیں تھے

جس طرح اسلام سے پہلے غلام بنانے کیلئے کسی قاعدے اور قانون کی ضرورت نہیں تھی۔ اسی طرح اسلام سے پہلے غلاموں اور باندیوں کے کوئی حقوق بھی نہ تھے۔ غلاموں سے کام لیا جاتا اور باندیوں سے شہوت رانی کی جاتی یہاں تک کہ ان سے اولادیں پیدا ہوتیں لیکن نہ ان غلاموں کے کوئی حقوق تھے اور نہ باندیوں کو کسی قسم کے حقوق دیئے جاتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ اسلام سے پہلے دنیا میں غلامی کے سلسلہ میں بالکل جنگل کا قانون تھا۔

یورپ کے لوگوں نے اسی طرح غلام بنائے

یورپ کے لوگوں نے بھی انسانوں کو اسی طرح غلام بنایا۔ یہ یورپ کے لوگ جب امریکہ پہنچے اور امریکہ کو آباد کرنے کیلئے انہیں انسانوں کی ضرورت پڑی تو افریقہ اور اسپین کے لوگوں کو غلام بنا کر یہاں امریکہ میں لائے۔

امریکہ کس طرح دریافت ہوا؟

امریکہ دریافت ہونے سے پہلے چونکہ لوگ امریکہ سے واقف نہیں تھے اس لئے جب امریکہ دریافت ہوا تو اس زمانہ میں

لوگ اسے نئی دنیا کہا کرتے تھے۔ امریکہ کولمبس نے دریافت کیا۔ دراصل وہ ہندوستان کی تلاش میں نکلا تھا کیونکہ اس نے ہندوستان کی بہت تعریفیں سن رکھی تھیں تو سمندری سفر کے دوران ہندوستان کو تلاش کرتے کرتے اِدھر آنے کی بجائے امریکہ کی طرف مڑ گیا اور وہ سمجھا کہ سامنے جو خشکی نظر آرہی ہے، یہی ہندوستان ہے حالانکہ وہ امریکہ تھا۔ واسکوڈے گاما نے ہندوستان دریافت کیا۔ یہ سمندر میں سفر کرتے ہوئے ساؤتھ افریقہ سے بحر جنوبی کو پار کر کے ادھر پہنچا تو ہماری بدقسمتی سے اسے ہندوستان مل گیا، جس کے نتیجہ میں انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی آئی اور اس نے وہ ساری خباثتیں کیں جو تاریخ کا حصہ ہیں۔

یورپی لوگوں کا امریکہ پر قبضہ

امریکہ کے اصلی باشندے سرخ رنگ کے تھے۔ چونکہ کولمبس اور اس کے ساتھی ہندوستان کی تلاش میں نکلے تھے اور یوں سمجھ رہے تھے کہ یہ انڈیا ہے، اس لئے انہوں نے امریکہ کے ان اصلی باشندوں کا نام ریڈ انڈین (Red Indian) رکھا۔ یورپ کے لوگوں اور امریکہ کے ان اصلی باشندوں کے درمیان جنگیں ہوئی۔ چونکہ یہ بہت تھوڑی تعداد میں تھے اور بیچارے ان پڑھ قسم کے لوگ تھے۔ اس لئے یورپی لوگوں کا مقابلہ نہ کر سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کے لوگوں نے

امریکہ پر قبضہ کرلیا۔

اصل امریکی باشندوں پر مظالم

یورپی لوگوں نے امریکہ کے ان اصلی باشندوں پر بہت مظالم ڈھائے۔ انہیں شہروں سے نکالا، انہوں نے پناہ لینے کیلئے گاؤں گھوٹھوں کا رخ کیا تو وہاں پر انہیں تنگ کیا، یہاں تک کہ وہ پہاڑوں میں چلے گئے، اور انہی پہاڑوں، صحراؤں وغیرہ میں کچے پکے مکانوں میں رہتے رہے، نہ ان کی تعلیم کا کوئی انتظام تھا، نہ صحت کا کوئی انتظام اور نہ ان کے ذریعہ معاش کا کوئی انتظام تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی نسلیں ختم ہوتے ہوتے اب تقریباً ختم ہوگئی ہیں، دور گاؤں گوٹھوں میں کہیں اکّا دکّا ان کے خاندان رہ گئے ہیں۔ آج امریکہ میں یہ لوگ ڈھونڈے سے نہیں ملتے۔ یہ معاملہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گیا جو وہاں کے اصلی باشندے اور اس زمین کے مالک تھے، جن کا یہ ملک اور وطن تھا۔ یہ ہیں انسانی حقوق کے علمبردار!

امریکہ کی زمینی وسعت

براعظم امریکہ کے دو حصے ہیں۔ جنوبی امریکہ اور شمالی امریکہ۔ شمالی امریکہ میں دو ملک آباد ہیں، کینیڈا اور ریاستہائے متحدہ

امریکہ (United States of America) شمالی امریکہ کا جو حصہ ریاستہائے متحدہ امریکہ (U.S.A) کے پاس ہے۔ اس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اتنی لمبائی ہے کہ اگر نیو یارک سے لاس اینجلس تک بذریعہ ہوائی جہاز سفر کیا جائے تو یہ چھ گھنٹے کی فلائٹ ہے۔ میں نے یہ سفر کیا ہے۔ یورپ، برطانیہ اور دیگر ممالک کے لوگ وہاں جاکر آباد ہوئے۔

افریقی لوگوں کو غلام بنا کر امریکہ لایا گیا

امریکہ کو کار آمد بنانے کے لئے دریافت کرنے والوں کو انسانوں کی ضرورت تھی۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے افریقہ کے لوگوں کو غلام بنایا اور یہاں امریکہ لے آئے۔ جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ افریقہ کے کسی گاؤں میں جاتے، وہاں جال ڈال کر گاؤں کا محاصرہ کرتے، سارے مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان ان سب کو گرفتار کرتے، جو بھاگنے کی کوشش کرتا، اُسے زخمی کرتے۔ جس طرح جانوروں کا شکار کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح انسانوں کا شکار کرتے اور پھر ان میں سے چھانٹتے کہ کون کام کا ہے اور کون کام کا نہیں ہے۔ جواُن کے کام کا نہ ہو، اسے وہیں چھوڑ دیتے نتیجہ یہ نکلتا کہ کسی کا باپ رہ جاتا، کسی کی ماں رہ جاتی، کسی کا بھائی رہ جاتا اور کسی کی بہن رہ

جاتی۔ ان لوگوں کو اس سے بحث نہیں تھی کہ کس کا کون سا رشتہ دار رہ گیا، انہیں صرف اپنے مقصد سے غرض تھی۔ جانوروں کے ساتھ بھی وہ سلوک نہیں کیا جاتا جو انہوں نے افریقہ کے ان کالوں اور سیاہ فام لوگوں کے ساتھ کیا۔ اس طرح یہ ان افریقیوں کو امریکہ لے کر پہنچے اور امریکہ کی سرزمین کو ان کے ذریعے آباد کیا۔

اسپین کے مسلمانوں کو زبردستی امریکہ پہنچایا گیا

اسپین کے لوگوں کو بھی اسی طرح زبردستی امریکہ پہنچایا گیا۔ جب امریکہ دریافت ہوا تو تقریباً یہ وہی دور تھا کہ جب سقوط غرناطہ ہوا۔ اسپین میں اسلامی خلافت کا خاتمہ ہوا تو وہاں کے بہت سے مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا گیا، بہت سے مسلمانوں کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ بہت سے مسلمان وہاں سے بھاگ کر مراکش وغیرہ میں پناہ گزین ہوئے، اور بہت سے مسلمانوں کو انہوں نے زبردستی عیسائی بنا کر امریکہ پہنچایا۔

امریکہ میں غلاموں کی خرید وفروخت

اس نئی دنیا کو آباد کرنے کے لئے افریقہ کے ان آزاد انسانوں کو غلام بنایا گیا جو آزاد ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

انہیں، ان کے والدین کو، ان کی بہنوں اور بیٹیوں کو غلام بنا بنا کر امریکہ لایا گیا اور یہاں امریکہ میں ان غلاموں کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ ان کی منڈیاں اور بازار لگتے تھے۔

یہ خرید وفروخت اسی طرح ہوتی تھی جس طرح پچھلے چند مہینوں میں یہاں افغانستان کے اندر امریکہ نے قیدیوں کی خرید وفروخت کروائی ہے۔ کتنے مسلمان قیدیوں کو ہندوستان خرید کر لے گیا۔ حالانکہ اقوام متحدہ کے چارٹر پر لکھا ہوا ہے کہ اب غلامی کا خاتمہ ہو چکا ہے، اب کسی کو غلام نہیں بنایا جائے گا لیکن افغانستان کے قیدیوں کو غلام بنایا گیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے ان کا نام غلام نہیں رکھا لیکن معاملہ غلاموں سے بدتر کر رکھا ہے۔ اب بھی ان کی خرید وفروخت کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ قیدی جو ہمارے بھائی ہیں۔ اب بھی بک رہے ہیں۔

قدرت کا انتظام

قدرت کے بھی عجیب کھیل ہیں۔ قدرت کیسے کیسے انتظامات کرتی ہے۔ آج آپ اگر امریکہ جائیں تو وہاں جتنے آپ کو گورے نظر آئیں گے، اتنے ہی کالے بھی نظر آئیں گے۔ وہ پرانے امریکی نیشنل ہیں۔ قانونی اعتبار سے برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اب یہ کالے

ان گوروں کیلئے وبال جان بنے ہوئے ہیں۔ وہی سیاہ فام جنہیں غلام بنا کر امریکہ لایا گیا تھا۔ انہوں نے گوروں کے ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ وہ اپنے حقوق مانگتے ہیں۔ مجبوراً امریکی حکومت کوان کے حقوق دینے پڑتے ہیں، اگر چہ صدیوں تک انہوں نے غلامی کی لیکن اب غلامی کے خاتمے کی وجہ سے انہوں نے آزادی حاصل کرلی ہے اور برابر کے امریکی شہری ہیں۔

اسلام میں غلامی کا تصور

غلامی کے متعلق انسانی حقوق کے علمبردار امریکہ اور اس کے حواری یورپ ممالک کا طرز عمل بیان کرنے کے بعد اب ہم بتلاتے ہیں کہ اسلام میں غلامی کا کیا تصور ہے؟ اسلام پہلا دین ہے جس نے غلامی کے راستوں پر قدغن لگادی۔ انسانوں کو غلام بنانے کے راستہ میں جابجارکاوٹیں اور پابندیاں عائد کیں، اور اگر اتنی پابندیوں کے اندر رہتے ہوئے کسی کو غلام بنایا گیاتو پھر ان غلاموں کے زبردست حقوق مقرر کیئے اور ان کی آزادی کے بے انتہا راستے کھولے اور جب تک وہ غلام رہیں انہیں عزت کی زندگی عطا کی۔ گویا نام تو غلامی کا رہا لیکن عملاً غلامی ختم کردی گئی، غلام بھائی بنادیئے گئے، ہر غلام مسلمان کا

بھائی ہوتا ہے۔ مسلمان اپنے غلاموں کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ یہ ایک لمبی داستان ہے۔ (جوآگے آئے گی) پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ اسلام میں غلام بنانے کی کیا کیا شرائط ہیں۔

اسلام میں غلام بنانے کی شرائط

اسلام میں غلام بنانے کیلئے متعدد شرائط ہیں۔ جن میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو غلام نہیں بنا سکتا خواہ وہ دوسرا مسلمان کالا ہو یا گورا، اس کا تعلق دنیا کی کسی بھی نسل، علاقے اور زبان سے ہو، اُسے غلام بنانا جائز نہیں کیونکہ دنیا میں بسنے والے سارے مسلمان بھائی ہیں۔ یہ شرط اسلام میں ہے دوسرے مذاہب میں اس کی کوئی پابندی نہیں تھی نتیجہ یہ کہ عیسائی عیسائی کو غلام بنا لیتا تھا۔ یہودی ، یہودی کو غلام بنالیتا تھا وغیرہ، تو اس شرط کی وجہ سے دنیا میں بسنے والے انسانوں کی کتنی بڑی تعداد غلامی سے محفوظ کردی گئی۔ اس وقت دنیامیں ایک ارب سے زیادہ مسلمان ہیں۔ یہ سب مسلمان ہمیشہ کیلئے غلامی سے محفوظ ہوگئے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام کافروں کو غلام نہیں بنا سکتے بلکہ صرف انہی کافروں کو غلام بنایا جاسکتا ہے جو جنگ کے دوران ہمارے مقابلے میں آئیں۔

کافروں کی تین قسمیں

کافروں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک کافر وہ ہیں جو مسلمان ممالک میں رہتے ہیں۔ اسلامی ملک اور اسلامی حکومت کے قانون کی پابندی کرتے ہیں جیسے پاکستان میں یہود، عیسائی، ہندو، پارسی، قادیانی وغیرہ رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو غلام بنانا جائز نہیں، نہ مرد کو، نہ عورت کو، نہ چھوٹے کو، نہ بڑے کو تو اس طرح کافروں کی بھی ایک بہت بڑی تعداد غلامی سے بچادی گئی۔ دوسرے کافر وہ ہیں جو کسی غیر مسلم ملک میں رہتے ہیں اور ویزہ لیکر اسلامی ملک میں آتے ہیں۔ انہیں شریعت کی اصطلاح میں ''مستامن'' کہاجاتا ہے۔ انہیں بھی غلام بنانا جائز نہیں خواہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا بچہ، باقی دنیا میں جو کافر بچ گئے انہیں بھی اس طرح غلام بنانا جائز نہیں کہ جب چاہو پکڑ لو اور غلام بنالو جیسا کہ یورپ والوں نے کہا۔ بلکہ اس کا اصول یہ ہے کہ اگر کبھی مسلمانوں کی کسی کافر قوم سے جنگ ہو اور اس جنگ کے دوران کچھ قیدی پکڑے جائیں، تو ان قیدیوں کو پکڑنے کے بعد اسلامی حکومت کو یہ اختیار ہے کہ چاہے تو ان قیدیوں کو ویسے ہی بلا معاوضہ چھوڑ دے یا فدیہ (معاوضہ) لے کر چھوڑے اور اگر چاہے تو ان کو غلام بنالے۔ اس تفصیل میں بھی

پہلی دو صورتوں میں غلامی نہیں آئی۔

اسلام نے قیدی بنا کر رکھنے کی حوصلہ افزائی کیوں نہیں کی؟

اگر چہ اسلامی تعلیمات کی رو سے جنگ کے دوران پکڑے جانے والے کافروں کو قیدی بنانا جائز ہے لیکن اسلام نے قیدی بنا کر رکھنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی اور اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان انسانوں کو جیل میں ڈال کر سڑایا جائے، ملک کے خزانے پر بوجھ ڈالا جائے، انسان کو بالکل بیکار کر کے ڈال دیا جائے کہ کھانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں۔ عام طور پر جیلوں میں پڑے ہوئے قیدی طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جنسی جرائم کے بھی مرتکب ہوتے ہیں اور پھر ان میں مختلف طرح کی بیماریاں پھیلتی ہیں اور پھر یہ کہ ان قیدیوں پر مختلف طرح کے مظالم بھی ڈھائے جاتے ہیں جیسے کیوبا میں ہمارے بھائیوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

کیوبا کے قیدیوں پر ہونے والے مظالم

آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت کیوبا میں ہمارے بھائیوں پر کیا قیامت ٹوٹ رہی ہے، تصویریں آ چکی ہیں، کیوبا کے قیدیوں کی

حالت یہ ہے کہ انسانی حقوق کے علمبرداروں نے انہیں اکڑوں بٹھا رکھا ہے۔ اکڑوں بیٹھنا کس قدر مشکل ہے اگر صرف دو گھنٹے کے لئے اکڑوں بیٹھنا پڑے تو پتہ چل جاتا ہے، اور ان قیدیوں کو اسی حال میں کئی مہینے گذر گئے ہیں، ہاتھ پیچھے سے بندھے ہوئے ہیں، کانوں میں روئی ٹھونسی ہوئی ہے تا کہ کوئی آواز سنائی نہ دے، آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی ہے تا کہ کوئی چیز نظر نہ آئے، ناک میں روئی ٹھونسی ہوئی ہے تا کہ کوئی بو یا بدبو سنگھائی نہ دے، ہاتھوں پر موٹے موٹے دستانے چڑھائے گئے ہیں تا کہ وہ اپنے آپ کو چھو کر محسوس نہ کرسکیں۔ اسی حالت میں اکڑوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان پر کیا قیامت ٹوٹ رہی ہے، وہ جانتے ہیں یا پھر ان کا رب جانتا ہے۔

اسلام ایسے انسانی حقوق کا روادار نہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ اس سے بہتر تو یہی ہے کہ تم ان قیدیوں کو غلام بنالو۔

غلاموں کے حقوق

لیکن غلام بنانے کی اجازت اس شرط کے ساتھ دی کہ ان غلاموں کے حقوق بھی ادا کئے جائیں، مثلاً ان کے کھانے پینے کا انتظام بھی کرو، انہیں تعلیم بھی دلواؤ، ان کی تربیت بھی کرو، ان کی شادیاں بھی کرو، انہیں معاشرے کا حصہ بناؤ، انہیں کاروبار میں لگاؤ،

ان کو عہدے اور ملازمتیں بھی دو، البتہ ملکیت تمہاری رہے گی، اور اگر کسی عورت کو باندی بناؤ تو اس کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے کی بھی اجازت ہے، شرعاً مالک اور باندی کے درمیان وہ جنسی تعلق قائم ہوسکتا ہے جو میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے لیکن اس تعلق کے نتیجہ میں اگر بچہ پیدا ہوجائے تو وہ آزاد ہوگا۔

غلام جنگی قیدی ہیں لیکن............

گویا غلام جنگی قیدی ہیں۔ ان جنگی قیدیوں کو غلام و باندی کا نام دیا گیا، لیکن ان قیدیوں کو جیلوں میں بے کار نہیں رکھا، اکڑوں نہیں بٹھایا، ہاتھ پاؤں نہیں باندھے، بیڑیاں نہیں ڈالیں، بلکہ انہیں چلتا پھرتا رکھا تاکہ ان کی صحت بھی ٹھیک رہے، خوش بھی رہیں، تعلیم وتربیت بھی حاصل کریں اور ترقیاں بھی کریں۔ اسلامی تاریخ میں ایسے غلاموں کی تعداد بے شمار ہے جو بڑے بڑے علماء ومشائخ، سائنس دان اور فلکیات کے ماہرین بنے ہیں۔ فوج کے سردار اور جرنیل بنے ہیں حتی کہ بادشاہ بھی بنے ہیں۔

قیدی بنانے کا بہتر طریقہ

پھر اس طرح غلام بنانے کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ ان کی

وجہ سے حکومت کے خزانے پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ اتنے قیدیوں کو اگر جیلوں میں رکھا جائے تو ان کے لئے بہت بڑی جیل بنوانی پڑتی ہے۔ ان کی حفاظت کیلئے عملہ رکھنا پڑتا ہے۔ کھانے کا انتظام کرنا پڑتا ہے لیکن پھر بھی وہ مصیبت اور پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اسلام کی اختیار کردہ صورت میں حکومت کو ان قیدیوں پر کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا اور قیدی بھی زیادہ آرام سے رہتے ہیں، ان کی صحت بھی زیادہ اچھی رہتی ہے اور پھر یہ کہ ان کے تمام فطری اور جنسی تقاضوں کے پورے ہونے کا انتظام بھی ہوتا ہے تو بتلایئے کہ قیدی بنانے کا یہ طریقہ زیادہ اچھا ہے یا وہ طریقہ زیادہ اچھا ہے جو مغرب نے اختیار کر رکھا ہے۔

اسلام غلامی کو ختم کرنا چاہتا ہے

بات صرف یہاں پر ختم نہیں ہوتی کہ اسلام نے قیدی بنانے کا ایک بہتر طریقہ اختیار کیا اور ان قیدیوں کو غلاموں کا نام دیکر انہیں ان کے تمام حقوق دیئے، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ اسلام اس غلامی کو بھی ختم کرنا چاہتا ہے۔ اسلام نے غلامی کے سلسلہ میں جو اقدامات کئے ہیں۔ ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج جو دنیا میں غلامی کا طریقہ ختم ہوا ہے، یہ دراصل اسلام کی اسی حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔

غلامی کے خاتمے کیلئے اسلام کے اقدامات

غلامی کے خاتمہ کیلئے اسلام نے بہت اہم اقدامات کئے۔ جن میں سے سب سے اہم یہ ہے کہ غلام کو آزاد کرنے کے اتنے زیادہ راستے بنادیئے کہ بہانے بہانے سے غلام کو آزادی مل جاتی ہے۔ غلام کو آزادی کی صورتیں یہ ہیں۔

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

اسلام نے پہلا کام تو یہ کیا کہ غلام آزاد کرنے کا ثواب بہت زیادہ رکھا۔ یہ حدیث آپ کے سامنے ہے جس میں بتلایا گیا کہ سب سے افضل عمل ایمان باللہ ہے۔ اس کے بعد سب سے بڑا عمل جو اس حدیث میں بتلایا گیا وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اس کے بعد سب سے بڑا عمل، غلام کو آزاد کرنا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی غلام کو آزاد کرتا ہے تو اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کا ہر عضو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے آزاد ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ غلام آزاد کرنے کے اور بھی متعدد فضائل ہیں۔

مختلف کفاروں میں غلام کی آزادی

معاملہ صرف یہیں پر ختم نہیں ہوا کہ غلام آزاد کرنے کو صرف ایک فضیلت کی چیز قرار دیا گیا ہو، بلکہ اس سلسلہ میں کچھ قوانین بھی مقرر فرمادیئے گئے مثلاً یہ کہ چار قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔

کفارۂ قتل

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو غلطی سے قتل کرے مثلاً جانور کا شکار کرنا چاہتا تھا لیکن غلطی سے گولی انسان کو لگ گئی اور وہ شخص مرگیا تو یہ قتل خطا ہے، ایسے قتل میں دیت بھی واجب ہوتی ہے جسے ''خون بہا'' کہا جاتا ہے۔ دیت کی قیمت لاکھوں روپے تک ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہی قانون رائج ہے۔ یہ دیت مقتول کے ورثاء کو دی جاتی ہے لیکن دیت کے ساتھ اس عمل کا کفارہ ادا کرنا بھی ضروری ہے اور وہ کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر غلام دستیاب نہ ہو تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ پے درپے دو مہینے کے روزے رکھنا ضروری ہیں۔ آج کل چونکہ غلام موجود نہیں اس لئے روزے رکھنے ہوں گے۔

کفارۂ ظہار

دوسری صورت کفارۂ ''ظہار'' ہے۔ عربوں میں یہ رواج تھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہہ دیتا" أنتِ علی کظهرِ أمیّ" (تم مجھ پر میری ماں کی کمر کی طرح ہو) یعنی جس طرح میری ماں مجھ پر حرام ہے۔ اسی طرح تم بھی مجھ پر حرام ہو۔ اس طرح کہنے سے بیوی حرام ہوجاتی ہے۔ اب حکم یہ ہے کہ اگر بیوی کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو تو اس کا کفارہ ادا کرو، اور کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرو، اگر غلام آزادنہیں کرسکتے تو پے درپے دو مہینے کے روزے رکھو۔

جان بوجھ کر روزہ توڑنے کا کفارہ

تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص رمضان المبارک میں روزہ رکھ کر جان بوجھ کر اُسے توڑ ڈالے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ یا تو غلام آزاد کرے یا پھر دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے۔ اس کے اور کفارۂ ظہار کے احکام ایک جیسے ہیں۔

قسم توڑنے کا کفارہ

چوتھی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے اور پھر اس کی خلاف ورزی کرے تو اس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا:

فکفارتہٗ إطعام عشرۃ مساکین من أوسط
ماتطعمون أھلیکم أو کسوتھم أو تحریر رقبہ۔
فمن لم یجد فصیام ثلثۃ أیام۔ (المائدہ:۸۹)

یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا انہیں جوڑے پہناؤ یا غلام آزاد کرو۔

دیکھئے مذکورہ گناہوں کے کفاروں کے اندر ہر جگہ غلام کے آزاد کو کفارہ کے طور پر ذکر کیا جارہا ہے اور اگر غلام نہ ہو تو اس صورت میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

''تو آزاد ہے'' کہنے سے غلام کی آزادی

اس کے علاوہ ایک اور قانون یہ بنایا کہ اگر کوئی شخص زبان سے یہ کہہ دے کہ ''تو آزاد ہے'' تو وہ آزاد ہوجاتا ہے۔ اس کی غلامی فوراً ختم ہوجاتی ہے۔ اس میں کہنے والے کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں، یہ جملہ خواہ وہ آزاد کرنے کی نیت سے کہے یا کسی اور نیت سے کہے، ہر صورت میں غلام آزاد ہوجاتا ہے مثلاً کہنا تو یہ چاہتا تھا کہ میاں تم بڑے ذہین آدمی ہو لیکن غلطی سے زبان سے یہ جملہ ادا ہوگیا کہ تم آزاد ہو تو وہ غلام آزاد ہوجائے گا۔ اب اگر مالک یہ کہے کہ صاحب! میری تو نیت غلام آزاد کرنے کی نہیں تھی۔ میں نے تو غلطی سے کہہ دیا

تھا تو اُسے جواب دیا جائے گا کہ نیت ہو یا نہ ہو، جب صاف لفظوں میں غلام سے یہ کہا کہ تو آزاد ہے، تو اب آزاد ہو گیا، اب غلام کی واپسی کی کوئی صورت نہیں۔

غلام کا آزاد کرنا طلاق دینے کی طرح ہے

یہ بالکل طلاق کی طرح ہے جیسے کوئی شخص اپنی بیوی کو صریح الفاظ میں طلاق دے دے تو اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ نیت ہو یا نہ ہو۔ آج کل بہت سے لوگ بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ صاحب! میں نے تو غصے میں طلاق دی تھی۔ ان سے کوئی پوچھے کہ محبت میں طلاق کون دیتا ہے۔ سب غصے ہی میں تو دیتے ہیں۔ تو طلاق غصے میں دی جائے یا پیار میں، جان بوجھ کر دی جائے یا بھول کر جب لفظ طلاق صریح بولا جائے گا تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

تیر مارنے کی طرح

یہ دونوں معاملے بالکل تیر مارنے کی طرح ہیں جیسی کوئی شخص کہے کہ میں نے تیر تو مارا تھا لیکن میری نیت تیر مارنے کی نہیں تھی، تو اُسے کہا جائے گا کہ نیت تھی یا نہیں تھی، سامنے والے کو تیر تو لگ گیا۔

اسی طرح غلام آزاد کرنے میں نیت ہو یا نہ ہو، غلام آزاد ہو جائے گا اور صریح طلاق میں نیت ہو یا نہ ہو، بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی۔

غلامی کے خاتمے کیلئے ایک اور قانون

مذکورہ تمام صورتوں کے علاوہ غلامی کے خاتمہ کیلئے ایک اور قانون یہ بنایا گیا کہ اگر مسلمانوں کا کسی غیر مسلم قوم سے جنگی قیدیوں کے بارے میں یہ معاہدہ ہو جائے کہ وہ ایک دوسرے کے قیدیوں کو غلام نہیں بنائیں گے تو شرعاً اسکی پابندی لازمی ہو جاتی ہے اور پھر کسی قوم کے قیدیوں کو غلام بنانا جائز نہیں رہتا۔

اس زمانہ میں غلامی کیسے ختم ہوئی؟

چنانچہ اس زمانہ میں غلامی ختم ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے سمیت دنیا کے بہت سے ممالک اقوام متحدہ کے رکن ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا دشمن اسرائیل بھی اقوام متحدہ کا رکن ہے اور ہم بھی اس کے رکن ہیں، اسی طرح ہمارا سب سے بڑا دشمن بھارت بھی اقوام متحدہ کا رکن ہے اور ہم بھی اس کے رکن ہیں، اور جتنے ممالک اقوام متحدہ کے رکن ہیں ان سب نے اقوام متحدہ کے ایک چارٹر پر دستخط کیے ہوئے ہیں اور یہ معاہدہ کیا ہے کہ ہم اقوام متحدہ کے

قوانین کی پابندی کریں گے۔ ان قوانین میں سے ایک قانون یہ ہے کہ اگر جنگ ہوگی تو کوئی بھی قوم کسی دوسری قوم کے جنگی قیدیوں کو غلام نہیں بنائے گی۔ چنانچہ اب اسلام کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر ہماری جنگ کسی بھی ایسے ملک سے ہو جو اقوام متحدہ کا رکن ہے تو ہم ان کے جنگی قیدیوں میں سے مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندی نہیں بنا سکتے اور وہ بھی ہمارے جنگی قیدیوں کو غلام اور باندی نہیں بنا سکتے۔

گذشتہ جہادِ افغانستان میں روسیوں کو غلام بنانے کا مسئلہ

لیکن اسلام کی رو سے اس حکم کا اطلاق ان ممالک کیلئے ہوگا جو اقوام متحدہ کے رکن ہیں۔ جو ممالک اقوام متحدہ کے رکن نہیں، ان کیلئے یہ حکم بھی نہیں چنانچہ جب افغانستان میں روسیوں کے خلاف جہاد ہو رہا تھا اور مجاہدین اپنے سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھے تو یہ مجاہدین وہ لوگ تھے کہ جن کی نہ اپنی کوئی حکومت تھی اور نہ یہ کسی اور حکومت کے ماتحت تھے چنانچہ یہ اقوام متحدہ کے رکن بھی نہیں تھے۔ اس وقت میں ان مجاہدین سے کہا کرتا تھا کہ ان روسیوں کو پکڑو اور غلام بناؤ اور اگر ان کی عورتیں ہاتھ آجائیں تو انہیں باندی بناؤ۔ ہم پاکستانیوں کیلئے تو انہیں غلام بنانا جائز نہیں، تمہارے لئے جائز ہے، اس لئے کہ ہم اقوام متحدہ کے رکن ہیں، تم اس کے رکن نہیں ہو۔

اسلام میں انسانی احترام

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اسلام نے انسانی احترام اور عظمت کا اتنا خیال رکھا کہ غلام بنانے کے بہت سے راستے مسدود کردیئے اور یہ کوشش کی کہ غلامی میں بدستور کمی واقع ہوتی رہے یہاں تک کہ ختم ہوجائے اور جب تک یہ غلامی رہے تو غلاموں کی حالت قیدیوں سے ہزار درجہ بہتر رہے جو عمر دراز تک جیلوں کے اندر گلتے رہتے ہیں اور شدید مظالم کا شکار ہوتے ہیں۔ (تفصیل پیچھے گذر چکی)

غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم

اسلام نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے جو احکامات اور ترغیبات دی ہیں، ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غلامی کا صرف نام ہی نام ہے، ورنہ غلام تو درحقیقت بھائی ہوتا ہے، آدمی اس جنگی قیدی کو اپنا بھائی بنالیتا ہے کیونکہ شریعت نے ان کے ساتھ اس طرح معاملہ کرنے اور ان سے کام لینے کا حکم دیا ہے جس طرح بھائیوں سے لیا جاتا ہے مثلاً یہ کہ اس پر کام کا اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے وہ برداشت نہ کرسکے، اگر کبھی اتنا کام بتاؤ تو اسکے ساتھ خود بھی حصہ لو اور اس کی مدد کرو اور ایک مستحب حکم یہ بھی ہے کہ جو تم کھاتے ہو

وہی ان کو کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ، ایسا کرنا مستحب ہے، واجب نہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا معمول یہی تھا کہ جو خود پہنتے تھے، وہی غلام کو پہناتے۔ چنانچہ ایک صحابی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک عمدہ چادر ہے لیکن تہہ بند کسی اور کپڑے کا ہے اور دوسری اسی طرح کی عمدہ چادر ان کے غلام کے بدن پر ہے اور اس کا تہہ بند بھی کسی اور کپڑے کا ہے۔ تو اس صحابی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر دونوں عمدہ کپڑوں کو آپ ہی استعمال کر لیتے تو آپ کے پاس ایک حلہ (سوٹ) بن جاتا اور ہلکے درجے کی دونوں چادریں غلام کو دے دیتے تو اس کے پاس بھی ایک حلہ بن جاتا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو تم خود پہنو، وہی لباس اپنے بھائیوں (غلاموں) کو بھی پہناؤ۔ لہٰذا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں عمدہ لباس پہنو اور غلام کے پاس کم درجے کا لباس ہو۔ لہٰذا اگر میں یہ دونوں عمدہ چادریں استعمال کر لیتا تو میرے بھائی

(غلام) کو اس جیسا لباس نہ ملتا۔

غلاموں کیلئے بھائی کا لفظ استعمال کرنا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ غلاموں کیلئے بھائی کا لفظ استعمال کرتے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غلاموں کیلئے بھائی کا لفظ استعمال فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

"اخوانکم وخولکم"

''یہ تمہارے بھائی اور خادم ہیں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب آپ مدینہ طیبہ سے شام کے علاقہ فلسطین تشریف لے گئے تو آپ کے پاس ایک سواری تھی اور ایک غلام بھی ساتھ تھا تو آپ نے غلام کے ساتھ باری مقرر کر رکھی تھی کہ اتنی دیر تم پیدل چلو گے، میں سواری کروں گا اور اتنی دیر میں پیدل چلوں گا تم سواری کرو گے، برابر برابر کی باری مقرر کر رکھی تھی۔ کُل ایک مہینے کا سفر تھا، اسی طرح باری باری سواری کر کے شام کے علاقہ میں پہنچے۔

اس زمانہ میں شام بڑا متمدن علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ وہاں

کے لوگ پڑھے لکھے، ترقی یافتہ اور شہری قسم کے لوگ سمجھے جاتے تھے۔ وہاں کے لوگوں کو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے کی اطلاع ہوئی تو استقبال کیلئے ایک زبردست مجمع باہر آیا۔ چونکہ یہ علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ اس لئے استقبال کیلئے اسلامی لشکر بھی آیا تھا اور ان کے علاوہ نومسلم لوگ اور کچھ غیر مسلم سردار اور عام لوگ بھی استقبال کیلئے آئے تھے کہ وہ امیر المؤمنین آرہے ہیں جن کی حکومت درجنوں ممالک پر پھیلی ہوئی ہے اور جن کی عظمت کا ڈنکا پوری دنیا میں بج رہا ہے۔

اتفاق کی بات دیکھئے کہ جب وہ مقام آیا جہاں پر استقبال کرنے والے آپ کو دیکھ سکتے تھے تو اُس وقت غلام کے سوار ہونے اور آپؓ کے پیدل چلنے کا نمبر آ گیا چنانچہ آپؓ اس شہر میں اسی حال میں داخل ہوئے ہیں کہ غلام سوار تھا اور آپؓ اسکے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔

غلام کو تھپڑ مارنے پر بدلہ دلوانا

ایک صحابی کے بیٹے نے غلام کو تھپڑ مار دیا اور پھر بھاگ گیا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اگرچہ یہ غلام ہے لیکن میرا والد اس بات کو بھی برداشت نہیں کریگا اور وہ میری پٹائی کریگا۔ وہ خود اپنا واقعہ بیان کرتے

ہیں کہ میں ظہر کے وقت گھر واپس پہنچا تو باپ نے مجھے بلالیا اور اس غلام کو بھی بلایا اور پھر اس غلام سے کہا کہ اپنا بدلہ لے لو۔

تھپڑ مارنے پر آزادی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو تھپڑ مار دیا تو پھر فوراً اُسے آزاد کردیا، اور پھر فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اگر کوئی شخص اپنے غلام کو تھپڑ مارے تو پھر اُسے آزاد کردے!'' اس حدیث پر علماء کرام نے کلام کیا ہے کہ کیا اس صورت میں غلام کا آزاد کرنا واجب ہے یا مستحب ہے؟ اس میں دونوں احتمال ہیں تاہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا ظاہری مفہوم یہ بتلاتا ہے کہ غلام کو تھپڑ مارنے کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کردیا جائے۔ اب غور کیجئے کہ ایک تھپڑ کہاں اور ایک پورے غلام کی آزادی کہاں۔

مارنے پر آزاد کرنے کا ایک اور واقعہ

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دیکھا کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے اور وہ غلام یہ کہہ رہا تھا'' اللہ کی پناہ' اللہ کی پناہ'' لیکن وہ صحابی غصے کی وجہ سے اس کا یہ جملہ سن نہیں رہے

تھے۔ غلام نے حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا کہ ''رسول اللہ کی پناہ، رسول اللہ کی پناہ'' پہلے غصہ کی وجہ سے اس صحابی نے غلام کا پہلا جملہ سنا نہیں تھا لیکن اب شائد غصہ کچھ کم ہو چکا تھا، اس لئے غلام نے جب ''رسول اللہ کی پناہ'' کا جملہ بولا تو اس صحابی نے سن لیا، پلٹ کر دیکھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر انہوں نے فوراً اپنا وہ کوڑا پھینک دیا جس سے غلام کو مار رہے تھے اور فرمایا کہ یہ غلام اللہ کیلئے آزاد ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس غلام کو آزاد نہ کرتے تو جہنم کی آگ تجھے پکڑ لیتی۔

غلام بادشاہ بنے

یہ تھی وہ غلامی جس کی اجازت اسلام نے دے رکھی تھی کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا پورا پورا خیال رکھا گیا، اور اتنا خیال رکھا کہ باندیوں کی اولاد کو بادشاہ تک بنا دیا۔ چنانچہ تاریخ اسلام اور بنوعباس واندلس کی تاریخ میں کئی مرتبہ یہ واقعات پیش آئے کہ بادشاہ کے حرم میں باندی تھی، اس سے اولاد پیدا ہوئی، وہ شہزادے بنے اور پھر یہی شہزادے اسلامی حکومت کے فرمانروا بنے۔ چنانچہ خلافت بنو عباس کے دور کے مشہور خلیفہ ہارون

الرشید کا بیٹا مامون الرشید جو ایک عرصے تک بادشاہ رہا ایک باندی کا بیٹا تھا۔ اب دیکھئے کہ اسلام نے باندی کو کتنا اونچا مقام دیا کہ اس کے بیٹے کو بادشاہ بننے کا موقع دیا۔

خلافت بنو عباس کی زمینی وسعت

اور اس زمانے میں مسلمانوں کی زیرنگیں سلطنتیں بھی بڑی بڑی ہوتی تھیں چنانچہ یہی بنو عباس جن کا تذکرہ پہلے ہوا، ان کی حکومت پورے براعظم ایشیا، عراق اور افریقہ کے بہت سے ممالک پر تھی۔ بنو عباس کے دور میں ایک مشہور خلیفہ ابو جعفر منصور گذرے ہیں۔ ان کے دور کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ دارالخلافۃ بغداد میں پانی کی سخت قلت ہوئی، لوگ بارش کیلئے دعائیں مانگ رہے تھے۔ ایک روز ایک گھنگھور گھٹا بغداد کے اوپر آئی۔ سب خوش ہوگئے کہ اب بارش ہوگی، خلیفہ منصور بھی بڑی امید کے ساتھ اپنے محل سے باہر نکلے اور بادل کو دیکھنے لگے لیکن خلیفہ منصور اور اہل بغداد دیکھتے ہی رہے، وہ بادل بغداد سے گذر کر آگے چلا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر خلیفہ منصور نے مسکرا کر کہا کہ اے بادل! تو جہاں چاہے جا کر برس، تیرے پانی کی جو پیداوار ہوگی، اس کا خراج یہیں آئے گا، تو اسلام نے اتنے بڑے علاقوں اور سلطنتوں کا بادشاہ غلاموں کو بنا دیا۔

غرض غلام سے متعلق یہ ساری تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ایک حصہ کی تشریح کی گئی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کو آزاد کرنا افضل عمل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو سمجھنے کی اور دین پر صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربِّ العلمین

بیت العلوم کی مطبوعات
ایک نظر میں